اسلامی نماز

(نماز اور اس کے ضروری مسائل)

از

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلامی طریقِ عبادت

اس مختصر مضمون سے میری غرض یہ ہے کہ یورپ کے ان نیک دل اور حق پسند لوگوں کو جو اپنی خداداد عقل اور دانائی سے اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ اسلام کے متعلق اس وقت تک جو کچھ ہم کو سنایا گیا ہے چرچ کے ایجنٹوں کے تعصب کا نتیجہ ہے اور جو اسلام کے متعلق تازہ اور سچی اطلاع حاصل کرنا چاہتے ہیں اسلام کے اس لاثانی اصل کی نسبت واقفیت بہم پہنچاؤں جسے اسلام کے عملی حصہ کا پہلا اصل کہا جاتا ہے۔ میری مراد اس سے نماز ہے۔

مگر پیشتر اس کے کہ میں پورے طور پر نماز میں ایک مسلمان کو جو کچھ کرنا پڑتا ہے بیان کروں اور اس کے ادا کرنے میں جو عبارتیں اس کو کہنی پڑتی ہیں ان کا ترجمہ لکھوں دو ضروری امور کا بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

عبادت کی غرض

اول امر

عبادت کی غرض ایک طرف تو اس پاک ہستی کے حضور اپنے جذبات شکر کا اظہار ہوتا ہے جسے عربی زبان میں اللہ اور انگریزی میں گاڈ (GOD) کہتے ہیں۔ کیونکہ انسان فطرتاً اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا انسانی دل کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ پس نماز کی

ایک بہت بڑی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے رب کے سامنے اس کے احسانوں کا اپنی زبان سے اقرار کرتا ہے۔

مگر اس کے علاوہ عبادت کی ایک اور بھی غرض ہے اور وہ گناہوں اور بدیوں سے پاک کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انسانی عبادتوں کا محتاج نہیں بلکہ جس قدر احکام اس نے انسان کو دیئے ہیں ان میں اصل غرض اس کا پاک کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ ناپاک سے تعلق نہیں رکھ سکتا اور پسند فرماتا ہے کہ اس سے تعلق کرنے والا بھی پاک ہو پس تمام عبادات میں یہ مدنظر رکھا گیا ہے کہ ان سے نفس انسانی بدیوں اور شرارتوں سے پاک ہو اور ان کے ذریعہ اسے ایسی طاقت مل جائے کہ وہ مختلف قسم کی ہوا و ہوس کو چھوڑنے کے قابل ہو جائے اور ایک طرف اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلقات درست ہو جائیں اور دوسری طرف مخلوق الٰہی سے بھی اس کے معاملات بالکل ٹھیک ہوں۔ چنانچہ اسلام نے مذہب کی تعریف ہی یہی کی ہے کہ وہ بندہ کے خدائے تعالیٰ سے تعلقات کو مضبوط کرتا ہو اور بندوں سے اس کے تعلقات کو سنوارتا ہو۔ اور اگر کوئی مذہب ان دونوں باتوں میں سے ایک کے پورا کرنے سے بھی قاصر ہے تو وہ مذہب نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سے مذہب کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ پس جس قدر عبادات مقرر کی جاتی ہیں ان کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ بندہ کو خدا تعالیٰ کے نزدیک کر دیا جائے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت پیدا کی جائے اور جو عبادت ان دونوں باتوں کے حصول کے ذرائع پیدا کرے وہی مفید عبادت ہے ورنہ اس میں مشغول ہونا اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے۔ قرآن شریف نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ (العنکبوت: ۴۶) نماز بدیوں اور گناہوں سے روکتی ہے یعنی عبادت کی غرض کو پورا کرتی ہے۔

دوسرا امر

عبادت کی غرض کے پورا کرنے کے لئے کن باتوں کی ضرورت ہے

جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ نماز کی اصل غرض اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا اس کا شکر ادا کرنا اور نفس کی اصلاح کرنا ہے تو جس طریق عبادت سے یہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہوں وہی عبادت سچی عبادت ہے۔ اور اس عبادت کی طرف ہدایت کرنے والا مذہب ہی سچا مذہب ہے۔ اسلام نے اپنے پیرؤوں کے لئے جو طریق عبادت رکھا ہے اس میں ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے جو ذریعے استعمال کئے ہیں وہ اور کسی مذہب نے نہیں کئے اور ہر ایک انسان ذرا غور سے کام لے کر معلوم کر سکتا ہے کہ وہی ذرائع اس قابل ہیں کہ عبادت کی غرض کو پورا کر سکیں۔ وہ ذرائع یہ ہیں۔

جسم و روح کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ جس طرح غم کی خبر سن کر جسم ایسا متاثر ہوتا ہے کہ اس پر اداسی کے آثار ہویدا ہو جاتے ہیں اسی طرح جسم کو جب کوئی صدمہ پہنچتا ہے تو روح بھی غمگین ہو جاتی ہے اور یہی حال خوشی کا ہے۔ پس قلب کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک یہ بھی طریق ہے کہ عبادت کے وقت جسم کو بھی کسی ایسی حالت میں رکھا جائے جس سے تذلّل پیدا ہو اور اس کا اثر روح پر پڑ کر دل میں بھی رقت اور نرمی پیدا ہو جائے اور انسان خدائے تعالیٰ کی طرف ایک جوش کے ساتھ متوجہ ہو جائے۔ تذلّل کے اظہار کے لئے دنیا میں مختلف صورتوں کو اختیار کیا گیا ہے کسی ملک کے لوگ جھک جاتے ہیں کسی ملک میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا تذلّل کا نشان قرار دیا گیا ہے کسی میں گھٹنوں کے بل گرنے کو کسی میں سجدہ کرنے کو۔ اسلام چونکہ خالق فطرت کی طرف سے ہے اس نے تمام فطرتوں اور عادتوں کا خیال رکھتے ہوئے نماز میں ان سب نشانات کو جمع کر دیا ہے اور مختلف المذاق لوگ جس جس حالت میں بھی تذلّل کا اظہار کرتے ہیں نماز ان کے مذاق کے مطابق ہے۔ اور ان مختلف اشکال تذلّل کے اثر سے انسانی قلب جوش سے بھر جاتا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کے حضور میں جھک جاتا ہے۔ در حقیقت وہ ایک قابلِ دید نظارہ ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان رب العالمین خدا کے حضور کبھی ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا ہے کبھی جھک جاتا ہے۔ کبھی ہاتھ کھول کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کبھی سجدہ میں گر جاتا ہے۔ کبھی گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا ہے اور اس کا دل اس محبت سے پُر ہوتا ہے جو ایک مخلوق کو خالق سے ہو سکتی ہے

اور وہ زبان حال سے اقرار کرتا ہے کہ دنیا کی مختلف اقوام جس جس طریق میں بھی اپنی عبادت کا اظہار کرتی ہیں اے خدا میں تیرے سامنے مجموعی طور پر ان سب طریقوں سے اپنی عبودیت کا اقرار کرتا ہوں- یہ نظارہ نماز ادا کرنے والے کو ہی نہیں بلکہ اس کے دیکھنے والے کے دل کو بھی متاثر کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دیتا ہے-

نماز دعاؤں کا مجموعہ ہے

دوسرا اصل اسلام نے نماز کی غایت کو حاصل کرنے کا یہ تجویز کیا ہے کہ دعا کو نماز کا مغز قرار دیا ہے چنانچہ حدیث میں ہے:-

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ابواب الدعوات باب ما جاء فی فضل الدعاء)

دعا نماز کا مغز ہے اور دعا اپنے اندر ایک ایسا مقناطیسی اثر رکھتی ہے کہ ایک طرف تو بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے اور دوسری طرف اس کے لئے ایسی آسانیاں بہم پہنچا دیتی ہے کہ جن سے وہ گناہوں سے محفوظ رہ سکے- جب ہماری استدعاؤں اور التجاؤں کو والدین اور حکام دنیا قبول کرتے ہیں تو کیونکر خیال کیا جائے کہ خدائے تعالیٰ جو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اپنے بندوں کی دعاؤں کو رد کر دے گا- پس نماز کیا ہے دعاؤں کا ایک مجموعہ ہے جس سے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف دعائیں قبولیت حاصل کر کے انسان کی ہدایت اور ترقی کا ذریعہ بن جاتی ہیں-

تعلق باللہ

تیسرا طریق اسلام نے یہ بتایا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طاقتوں کا معائنہ کیا جائے- کیونکہ جب تک کسی چیز کا کامل علم انسان کو نہ ہو اس سے اس کا تعلق مکمل نہیں ہو سکتا- مثلاً جس انسان کو علم کی خوبی معلوم نہیں وہ اس کے حصول کی کوشش نہیں کر سکتا اسی طرح جو شخص زہر کے اثر سے ناواقف ہے وہ زہر سے نہیں ڈر سکتا پس اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے اور بدیوں سے بچنے کے لئے اس بات کی نہایت ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت ہو جس کے لئے اسلام نے نماز میں ایسی عبارتوں کا پڑھنا ضروری رکھا ہے- جن سے انسان پر اللہ تعالیٰ کا پر جلال اور قابل محبت ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہ بے اختیار اس کے حضور گر جاتا ہے اور اس کا دل محبت اور خوف سے بھر جاتا ہے- کیونکہ جب اس کے سامنے ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کے احسانات پیش کئے جاتے ہیں اور نافرمانی اور قطع تعلق کے نتائج سے آگاہی دی جاتی ہے تو اس پر ایک ایسی انقطاعی حالت طاری ہوتی ہے کہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے- چنانچہ ناظرین نماز کے ترجمہ سے معلوم کر سکیں گے کہ اس بات کو کس حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے اور کس طرح نماز میں انسان کو

خدائے تعالیٰ کی پاک اور بے عیب ذات کی معرفت پیدا کرا کے اس کے دل کو محبت الٰہی سے بھرنے اور بدیوں سے بچنے کی سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ جس کی نظیر اور کسی مذہب میں نہیں مل سکتی۔ اسلام نے جو طریق عبادت بتایا ہے وہ ایسا مکمل اور ضرورت کے مطابق ہے کہ کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اگر کوئی شخص اسلام کی اس عبادت کا ہی بنظرِ غائر مطالعہ کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کو دوسرے مذاہب پر کس قدر فضیلت ہے مجھے افسوس ہے کہ میں اس موضوع پر تفصیل سے نہیں لکھ سکتا کیونکہ میری غرض اس مختصر مضمون سے نماز کے ادا کرنے کا طریق بتانا ہے۔

طریق وضو نماز شروع کرنے سے پہلے مسلم کیا کرتا ہے؟ مسلمان جب نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اسے ایک تیاری کرنی پڑتی ہے جسے وضو کہتے ہیں وضو اس طرح کیا جاتا ہے پہلے ہاتھ دھوئے جائیں پھر تین دفعہ کلی کی جائے پھر تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا جائے اس کے بعد تین دفعہ ہاتھ میں پانی لے کر منہ دھویا جائے اس کے بعد پہلے دایاں اور پھر بایاں ہاتھ کہنیوں تک دھویا جائے۔ پھر ہاتھ تر کر کے تین انگلیوں کو سر پر پھیرا جائے جس کے بعد انگوٹھے کے ساتھ کی انگلی کو کان میں اور انگوٹھے کو کان کے باہر پھیرا جائے۔ پھر پہلے دایاں اور پھر بایاں پاؤں دھویا جائے اس تمام کام کو وضو کہتے ہیں☆ اور یہ نماز سے پہلے ضروری ہوتا ہے۔

طریق نماز وضو کے بعد مسلم کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے* اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ سب سے بڑا ہے) کہہ کر اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اپنے سینہ

☆ وضو سے ایک غرض یہ ہے کہ وہ اعضاء جو عام طور پر ننگے رہتے ہیں ان کو دھویا جائے اور ظاہری صفائی کر کے عبادت ادا کی جائے۔ جس سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب عبادت میں ظاہری پاکیزگی کا اس قدر خیال رکھا گیا ہے تو باطنی طہارت کا ایک مسلم کو کس قدر خیال رکھنا چاہئے اور کس طرح اپنے دل کو گناہوں سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا چاہئے۔

* کعبہ کی طرف منہ کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ اسے مسلمان قابل عبادت قرار دیتے ہیں بلکہ اس لئے کہ حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت دعا کی تھی کہ الٰہی اس ملک میں ایک نبی مبعوث کر جو ان کی ہدایت کرے اور ان کو پاک کرے سو چونکہ آنحضرت ﷺ کو دعویٰ تھا کہ آپ وہ نبی ہیں اس لئے نماز میں اس طرف منہ کرنے کی یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کو وہ وعدہ یاد آتا رہے اور وہ اپنے اعمال کو درست کرتے رہیں۔ ورنہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ (البقرہ:۱۷۸) ترجمہ۔ نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو (یعنی کعبہ کی طرف منہ کرنے کو نیکی سمجھو) بلکہ نیکی تو اس کام میں ہے جو اللہ پر اور قیامت پر اور ملائکہ پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور باوجود مال کی محبت کے رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں سوالیوں اور قیدیوں کی دستگیری کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے لئے بدنی عبادتیں بجالاتا ہے اور اس کے راستہ میں مال دیتا ہے اور ان کے کاموں میں جو لوگ جب عہد کرتے ہیں تو انہیں پورا کرتے ہیں اور جو لوگ مالی تنگیوں بیماریوں اور جنگوں میں صبر سے کام لیتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور یہی لوگ خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔ منہ

پر رکھ لیتا ہے۔ دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا جاتا ہے۔ اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے بائیں ہاتھ کو کہنی کے قریب سے پکڑ لیتا ہے۔ اس وقت سے اسے کسی سے بولنا یا ادھر ادھر دیکھنا یا اپنی جگہ سے ہلنا منع ہے۔ جب تک نماز ختم نہ کرے۔ ہاتھ سینہ پر رکھنے کے بعد وہ کہتا ہے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔

ترجمہ۔ اے اللہ تو پاک ہے اور حمد کا مستحق ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد کہتا ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ☆

میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے جو کہ درگاہ الٰہی سے دور پھینکا گیا ہے۔

اس کے بعد نماز ادا کرنے والا قرآن شریف کی سب سے پہلی سورۃ پڑھتا ہے جسے سورۃ فاتحہ کہتے ہیں اور وہ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

ترجمہ۔ میں شروع کرتا ہوں اللہ کا نام لے کر جو بے محنت دیتا ہے۔ (جیسے سورج کی روشنی یا ہوا) اور کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو کل مخلوقات کی ربوبیت کرتا ہے۔ ہر قسم کی تعریفوں کا مستحق ہے وہ بغیر محنت کے بھی انعام کرتا ہے۔ اور محنت کا اجر بھی بڑھ چڑھ کر دیتا ہے۔ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا اور نیکی اور بدی کے نتائج اسی کے حکم کے ماتحت مرتب ہوتے ہیں اور (میں کہتا ہوں کہ اے وہ خدا جس کا میں نے ذکر کیا ہے) ہم تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے اپنے ہر ایک کام میں مدد مانگتے ہیں۔ تو ہمیں ہر کام میں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا ہے اور ایسا مت کیجئو کہ ہم تیرے پیارے بن کر بھی کسی وجہ سے تیرے غضب کو اپنے اوپر بھڑکا لیں یا خود ہی تجھے چھوڑ کر ادھر ادھر متوجہ

☆ قرآن شریف کے کسی حصہ کے پڑھنے سے پہلے اس دعا کے مانگنے کا حکم ہے۔ منہ

ہو جائیں ☆۔اس سورۃ کے پڑھنے پر مسلم کہتا ہے آمین۔یعنی الٰہی میری اس دعا کو قبول فرما۔اس کے بعد نماز پڑھنے والا قرآن شریف کا کوئی حصہ پڑھتا ہے خواہ تھوڑا خواہ زیادہ* پھر وہ اپنے ہاتھ چھوڑ کر کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ سب سے بڑا ہے) اور جھک جاتا ہے۔حتّٰی کہ اس کا سر اور کمر ایک لیول میں آجاتے ہیں اور وہ اپنے ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑ لیتا ہے۔اور کم از کم تین دفعہ یہ الفاظ کہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ میرا بڑی عظمتوں والا رب پاک ہے۔پھر یہ الفاظ کہتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں کے ساتھ لٹکا دیتا ہے۔ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ جو شخص اللہ تعالیٰ

☆ ہر ایک مذہب نے اپنے پیرؤوں کے لئے ایک آئیڈیل مقرر کیا ہے۔مگر اسلام کا آئیڈیل سب سے اعلیٰ ہے۔جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس دعا میں مسلمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا کرے یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اسے وہی درجہ دیا جائے جو منعم علیہ گروہ کو ملا۔ایک دوسری جگہ منعم علیہ کا ذکر فرما کر قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے کہ اس سے مراد انبیاء اور صدیق اور شہداء اور صالحین کا گروہ ہے۔ایک دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّاٰتٰکُمْ مَّالَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ (المائدہ:۲۱) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو (یعنی اس وقت کو) جب تم میں انبیاء بھیجے اور تمہیں بادشاہت عطا کی اور تم کو وہ دیا جو اور کسی کو نہیں دیا تھا۔اسی طرح اور جگہوں پر فرمایا ہے کہ منعم علیہ سے مراد انبیاء ہیں۔پس اسلام نے ہر ایک مسلمان کا آخری منتہاء نظر نبوت رکھی۔یعنی وہ دعا کرتا رہے کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نبیوں کے سلسلہ میں داخل کر دے یہ وہ آئیڈیل ہے۔جو اور کسی مذہب نے مقرر نہیں کیا بلکہ ہر ایک مذہب الہام کا دروازہ بند کر چکا ہے اور صرف اسلام ہی ہے۔جو اپنے پیرؤوں کو سکھاتا ہے کہ الہام کا دروازہ بند نہیں ہو سکتا اور یہ ممکن نہیں کہ جو خدا کسی زمانہ میں بولتا تھا اور بنی اسرائیل کے مردوں اور عورتوں سے کلام کرتا تھا اب اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت بند کر دی ہے اور کلام کرنا بند کر دیا ہے اور یہ ایک ایسا آئیڈیل ہے جو باہمت انسان کو ہر وقت اوپر اور اوپر ہی اٹھاتا ہے۔اور بجائے کسی ادنیٰ خیال کے اس کے مدنظر یہ ہوتا ہے کہ میں اس خالق ارض و سماء سے جو بادشاہوں کا بادشاہ اور محبت کامل کا مالک ہے ہم کلام ہو سکتا ہوں چنانچہ مسلمانوں نے اس آئیڈیل کو مدنظر رکھ کر ہمیشہ ایسے نمونے پیش کئے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں اور ایک عظیم الشان ملہم کی تو آنحضرت ﷺ نے خبر بھی دے دی تھی جس کا نام آپ نے مہدی اور مسیح رکھا ہے۔مہدی اس لحاظ سے کہ وہ اس وقت کے مسلمانوں کو جو دین اسلام کی حقیقت کو بھول کر گمراہی میں پڑ جائیں گے اور ان کے اعمال و اقوال کو دیکھ کر کوئی شخص اسلام کی خوبیوں کا پتہ نہ لگا سکے گا درست کرے گا اور مسیح اس لحاظ سے کہ وہ مسیح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی کو پورا کرے گا اور مسیحی دنیا کو جو مسیح کی حقیقی تعلیم کو چھوڑ چکی ہوگی راہ راست پر لائے گا۔چنانچہ وہ شخص ہندوستان کے مقام قادیان میں ظاہر بھی ہو چکا ہے اور اپنے دعویٰ کی تیس سالہ زندگی میں اس نے خدائے تعالیٰ کے تازہ نشانات سے اسلام کی صداقت کو ثابت کر دیا ہے اور اس کی تربیت سے اس وقت اس کے مریدوں میں سے ہزاروں ہیں جو خدائے تعالیٰ کے الہام سے مشرف ہیں اور اس نے اپنی جماعت میں تبلیغ کی ایک ایسی روح پیدا کر دی ہے کہ وہ بہت جلد دنیا کو اپنے اندر شامل کر رہے ہیں۔
درحقیقت الہام کا ہر زمانہ میں جاری رہنے کا اعلان ایک ایسا ہمت افزا مژدہ ہے جس کی وجہ سے ایک سچے مسلمان کی ہمت کبھی شکست نہیں ہوتی اور یہ بات مختلف مذاہب میں فیصلہ کرنے کا ایک آسان راہ ہے کیونکہ سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو ہمیشہ ثمرات دیتا رہے۔اور مذہب کا ثمرہ الہام ہی ہے پس اسلام نے اپنے پیرؤوں کا منتہائے نظر دوسرے مذاہب کی نسبت بہت اعلیٰ رکھا ہے جو کہ فطرت کے تقاضا کو پورا کرتا ہے۔دہریوں کا سب سے بڑا اعتراض بھی مذاہب پر یہی ہوا کرتا ہے کہ اگر خدا ہے تو کسی سے کلام کیوں نہیں کرتا لیکن اسلام پر وہ یہ اعتراض نہیں کر سکتے۔کیونکہ وہ پرانے قصے نہیں سناتا بلکہ اب بھی اس زمانہ کے امام اور مصلح کے تربیت یافتہ ایسے موجود ہیں جو خدا سے الہام پاتے ہیں۔اگر کوئی صاحب اس مسیح و مہدی کے حالات سے زیادہ واقفیت بہم پہنچانا چاہیں تو ہم بڑی خوشی سے ایسا کر سکتے ہیں وہ اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔منہ

مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیان ضلع گورداسپور

* ہم نے قرآن شریف کے چند ٹکڑے ایک دوسری جگہ دیئے ہیں تاکہ وہ لوگ جو سارا قرآن شریف نہیں جانتے ان کو نماز میں پڑھ سکیں۔ منہ

کے محامد کا اقرار کرے اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

پھر کہتا ہے رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ اے ہمارے رب تو خوبیوں والا ہے بہت خوبیوں والا ہے جو پاک اور برکت والی ہیں پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں گر جاتا ہے۔ اور کم از کم تین دفعہ یہ الفاظ کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى میرا بڑی شان والا رب پاک ہے پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا اٹھ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا ہے اور دائیں پاؤں کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھتا ہے لیکن بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْزُقْنِيْ اے اللہ میرے گناہوں کو بخش اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت دے اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھ اور مجھے عزت عطا کر اور میری اصلاح کر اور مجھے رزق دے اس کے بعد پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدہ میں چلا جاتا ہے۔ اور وہی الفاظ کہتا ہے۔ جو پہلے سجدہ میں کہے تھے۔ اور پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے (اس حد تک جتنی نماز ہو چکی ہے اسے ایک رکعت کہتے ہیں۔ اور نمازیں دو رکعت کی بعض تین کی اور بعض چار رکعتوں کی ہوتی ہیں) اور جس طرح پہلی رکعت پڑھی تھی اسی طرح پھر پڑھتا ہے۔ لیکن پہلی رکعت میں جو یہ دعا پڑھی تھی

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اسے نہیں پڑھتا۔ بلکہ سورۃ فاتحہ سے ابتداء کرتا ہے اور اس کے بعد کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا ہے اور پھر سب کچھ اسی طرح کرتا ہے۔ جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔

جب دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو چکتا ہے تو پہلی رکعت کی طرح کھڑا نہیں ہو جاتا بلکہ جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا بیٹھ جاتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے۔

تشہد اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ترجمہ۔ تمام عبادتیں خواہ زبان کی ہوں یا جسم کی یا مال کی اللہ کے لئے ہی ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ہستی کی عبادت کسی رنگ میں بھی نہیں کرنی) اے نبی (محمد ﷺ) تجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور اس کی رحمت اور برکت (یعنی بڑھوتی) اور ہم پر بھی سلامتی نازل

ہو اور جس قدر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں سب پر سلامتی نازل ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے خادم اور مخلوق ہیں ☆ (خدا نہیں ہیں نہ اس کے بیٹے) اور اس کے ایک رسول ہیں۔ اس حصہ کو تشہد کہتے ہیں۔

درود شریف اس کے بعد وہ اسی طرح بیٹھا ہوا یہ پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ترجمہ۔ اے اللہ محمد ﷺ پر اور اس کے سچے متّبعین پر تو اسی طرح رحمتیں نازل کر جس طرح ابراہیم اور اس کے متّبعین پر رحمتیں نازل کیں۔ تو بڑی تعریف اور بزرگی والا ہے۔

اے اللہ تو محمد ﷺ اور اس کے سچے متّبعین کو درجوں میں بڑھا جس طرح تو نے ابراہیم اور اس کے سچے متّبعین کو درجوں میں بڑھایا تھا۔ تو بڑی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اس حصہ کو درود کہتے ہیں۔

دعائیں پھر اسی حالت میں بیٹھا ہوا یہ دعائیں یا ان میں سے کوئی دعا پڑھتا ہے (ا) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء فی الصلوٰۃ)

(ب) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْغَمِّ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

(ج) رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (ابراہیم:۴۱)

(د) رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم:۴۲)

(ہ) رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:۲۰۲)

(ا) اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کئے ہیں۔ اور کوئی گناہ نہیں معاف کر سکتا مگر تو پس تو

☆ چونکہ ہر ایک قوم نے اپنے رسول کو اس قدر عظمت دے دی تھی کہ اسے خدا یا اس کا شریک یا اس کا بیٹا بنا لیا تھا۔ اس لئے اسلام نے اللہ تعالیٰ کی توحید کے اقرار کے ساتھ اپنے مخلوق ہونے کا اقرار کرنا بھی ہر ایک متبع پر ضروری کر دیا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کسی وقت مسلمان بھی اپنے رسول کو خدا یا اس کا بیٹا سمجھ لیں بلکہ اپنی عبادت میں اقرار کرتے رہیں کہ ان کا رسول اللہ کا ایک بندہ تھا ہاں اسے صرف ایک امتیاز حاصل تھا کہ اور بہت سے رسولوں کی طرح وہ بھی ایک رسول تھا۔ منہ

اپنے رحم سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر تو بخشنے والا مہربان ہے۔
(ب) اے اللہ میں تجھ سے ہم اور غم سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے بزدلی اور بخل سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے کاموں میں سامان ہی مہیا نہ کر سکوں۔ اور اس بات کی بھی کہ سامان موجود ہوں اور میں ان سے کام نہ لے سکوں۔ اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ میں ایسا مقروض ہو جاؤں جسے ادا نہ کر سکوں۔ اور اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میری آزادی جاتی رہے اور کوئی شخص مجھ پر جابرانہ حکومت کرے۔ (ج) اے میرے رب مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے اور میری اولاد کو بھی اے میرے رب اور تو میری دعا کو قبول کر لے۔ (د) اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مؤمنوں کو اس دن کہ حساب لیا جائے گا (ہ) اے ہمارے رب ہمیں اس دنیا میں بھی سکھ کے اسباب دے اور اگلے جہان میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچالے۔

اس کے بعد وہ یہ الفاظ کہتا ہؤا دائیں طرف منہ پھیر لیتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت☆ اور اسی طرح یہی الفاظ کہتا ہؤا بائیں طرف منہ پھیر لیتا ہے اور نماز ختم ہو جاتی ہے اب اسے اجازت ہوتی ہے کہ جو چاہے کرے۔ پوری طرح ان ہدایات پر عمل کرے تو اتنی نماز پر چند منٹ خرچ ہوتے ہیں۔

نماز کے اوقات

نماز کے اوقات پانچ ہیں۔ اول پو پھوٹنے سے لے کر سورج نکلنے تک ایک نماز ہوتی ہے اس کی دو رکعتیں ہیں جن سے پہلے دو اور رکعتیں الگ پڑھی جاتی ہیں۔ دوسرا وقت سورج ڈھلنے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور قریباً تین گھنٹہ تک رہتا ہے اس وقت چار رکعت پڑھی جاتی ہیں اور ان سے پہلے بھی اور بعد میں بھی چار چار اور رکعتیں پڑھنی مسنون ہیں اس کے بعد ہی عصر کا وقت شروع ہوتا ہے جس میں چار رکعت نماز ادا کی جاتی ہے سورج ڈوبنے کے ساتھ ہی ایک نماز ادا کی جاتی ہے اس میں تین رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے بعد دو رکعت۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غروب سے پانچویں نماز کا وقت شروع ہوتا ہے۔ جسے عشاء کہتے ہیں۔ یہ چار رکعت ہے۔ اور اس کے ساتھ دو

☆ یہ اس صورت میں ہے کہ دو رکعت کی نماز ہو اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو تو تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جانا چاہئے۔ اور باقی ایک یا دو رکعتیں پڑھ کر پھر اسی طرح بیٹھ کر وہ سب عبارتیں پڑھ کر جو اوپر لکھی گئیں وہ الفاظ کہتے ہوئے جو بتائے گئے ہیں اور اسی طریق سے جو بتایا گیا ہے نماز ختم کرے۔ منہ

رکعت ایک اور تین رکعت ایک ادا کی جاتی ہیں اور اس نماز کا وقت آدھی رات تک رہتا ہے ان نمازوں کے علاوہ مسلمانوں کو ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد پو پھٹنے سے پہلے کسی وقت اٹھ کر آٹھ رکعت نماز دو دو رکعت کر کے ادا کریں اور یہ نماز تہجد کہلاتی ہے۔ یہ نماز (ہر مسلم پر) فرض نہیں جو چاہے پڑھے۔

نماز میں دعا

ان دعاؤں کے علاوہ جو نماز میں پڑھنی مسلمان کے لئے ضروری ہیں اور جو کہ عربی زبان میں ادا کی جاتی ہیں اجازت ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنی اپنی زبان میں اپنی ضروریات کے لئے دعا کرے اور یہ دعا قیام رکوع سجدہ قعدہ جلسہ ہر ایک موقعہ پر ہو سکتی ہے۔

چند آیات قرآنی

ہم نے بتایا تھا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد چند آیات قرآنی کا پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے ہم قرآن شریف کے مختلف مقامات سے چند آیات قرآنیہ دیتے ہیں۔ جو نماز میں پڑھی جاسکتی ہیں۔

(۱) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (البقرہ: ۲۵۶)

ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے وہ بغیر کسی کی مدد کے خود قائم ہے۔ نہ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ کون ہے جو اس کے پاس شفاعت کر سکے مگر اسی کے حکم سے ایسا کر سکتا ہے وہ خوب جانتا ہے جو کچھ لوگ کر چکے ہیں اور جو کچھ کریں گے اور اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہاں جس قدر علم وہ خود دے اسی قدر انسان کو اس کی نسبت علم ہو سکتا ہے اس کا علم تو آسمانوں اور زمینوں پر حاوی ہے اور اسے آسمانوں اور زمین کی حفاظت تھکاتی نہیں اور وہ بڑا ہے اور عظمت والا ہے۔

(۲) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص)

ترجمہ۔ کہہ دے کہ اللہ ایک ہے اللہ وہ ہے کہ اس کی مدد کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور اس کا برابر والا کوئی نہیں۔

(۳) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ

الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (الحجرات:۱۲)

ترجمہ۔اے مؤمنو! ایک قوم دوسری قوم کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور اس سے ہنسی نہ کرے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اس سے بہتر ہو اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ایسا کریں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ دوسری عورتیں ان سے بہتر ہوں (یعنی نیکی کے لحاظ سے) اور نہ آپس میں ایک دوسرے کی عیب چینی کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو سخت الفاظ سے پکارا کرو۔ (یعنی گالیاں مت دیا کرو) کیونکہ یہ خدا سے عہد شکنی ہوگی اور یہ برا نام ہے کہ ایمان کے بعد فاسق کہلائے۔ اور جو اس کام سے باز نہ آئے گا وہ ظالم ہوگا۔

(۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (النساء:۲۰)

ترجمہ۔اے مومنو! تمہیں ہرگز جائز نہیں کہ تم اپنی بیویوں کا مال جبراً لے لو۔ اور نہ تم کو جائز ہے کہ جو کچھ تم ان کو دے چکے ہو اس کا کوئی حصہ واپس لینے کے لئے تم ان سے الگ ہو جاؤ (تاکہ تمہارے غصہ سے ڈر کر وہ مال تمہارے سپرد کر دیں) ہاں اس وقت بے شک ان سے الگ ہو سکتے ہو۔ جب وہ کھلے کھلے گناہ کا ارتکاب کریں اور ان سے ہمیشہ نیک سلوک کیا کرو۔ اور اگر ان کی کوئی بات تم کو ناپسند ہو (تو اس کی وجہ سے ان سے بدسلوکی نہ کرو) یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ تم کو کوئی بات ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ اس میں بڑی بڑی بھلائیاں پیدا کر دے۔ (یعنی اگر تم عورتوں کی ناپسند حرکات دیکھ کر بھی ان سے نیک سلوک کرو گے تو خدا تمہارے لئے سکھ کا سامان کر دینے کا خود ذمہ لیتا ہے۔

(۵) اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۔

(النحل:۹۱-۹۲)

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ تم عدل سے کام لو اور لوگوں سے احسان کرو اور ایسا احسان کرو کہ تم کو کسی نفع کا خیال نہ ہو اور منع کرتا ہے اس بات سے کہ تم وہ بدیاں کرو جو تمہاری جان کے متعلق ہوں یا وہ بدیاں جن کا اثر لوگوں پر پڑتا ہو اور (بادشاہ کے خلاف) بغاوت کرنے سے اور تم کو

نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عمل کرو- اور خدا سے جو عہد تم نے باندھا ہے اسے پورا کرو اور مضبوط قسم کھا کر اسے توڑا نہ کرو (اور تم ایسا کیونکر کر سکتے ہو) اور تم نے تو اس پر اللہ تعالیٰ کو ضامن کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے افعال کو جانتا ہے-

(۶) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (المائدہ: ۷۴-۷۶)

ترجمہ- ہدایت سے دور ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تین خداؤں میں سے ایک ہے- اور معبود تو صرف ایک ہی ہے اور اگر تین خدا کہنے والے اپنے اقوال سے باز نہیں آئیں گے- تو ان میں جو لوگ اپنے اس عقیدہ پر قائم رہیں گے ان کو دردناک عذاب پہنچے گا- کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے- اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں مانگتے اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا مہربان ہے- مسیح نہیں تھے مگر ایک رسول اور ان سے پہلے اور رسول گذر چکے ہیں (ان سے ان کی زندگی ملا کر دیکھ لو بالکل مشابہ ہے- پھر ان کی خدائی کہاں سے ثابت ہوئی) اور ان کی ماں ایک نیک بخت عورت تھیں وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے (اور خدا کھانے سے پاک ہے) دیکھ ہم کس طرح ان کے لئے دلائل پیش کرتے ہیں پھر دیکھ کہاں پھرتے جاتے ہیں-

(از ریویو مارچ ۱۹۱۴ء)

مرزا بشیر الدین محمود احمد